قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

سوموار 4 جولائی 2022ء | 4 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 4 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 134

فرمانِ رسول

قرآن پاک حفظ کرنے کی فضلیت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حافظ قرآن کو جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا کہ تم قرآن پڑھتے جاؤ اور بلندی کی طرف چڑھتے جاؤ۔ پس وہ قرآن کریم پڑھتا جائے گا اور بلندی کی منازل طے کرتا جائے گا۔ کیونکہ ہر ایک آیت کے بدلے اس کے لئے ایک درجہ ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ آخری آیت جو اسے یاد ہو گی پڑھے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب باب ثواب القرآن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

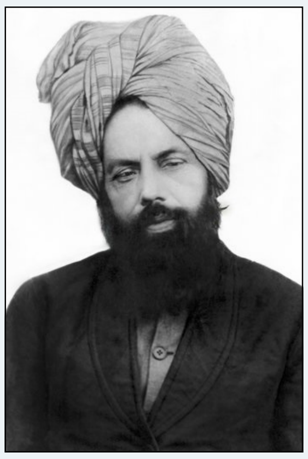

قرآن شریف پر تدبر کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

قرآن شریف پر تدبّر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانہ کے حسبِ حال ہو تو ہو۔ لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لیے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دُعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

• قرآن شریف تدبر و تفکر وغور سے پڑھنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارِیٍٔ یَّلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ کے عذاب سے خدا تعالےٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبّر وغور سے پڑھنا چاہیئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ﴿۳۱﴾

(الفرقان: 31)

ترجمہ: اور رسول کہے گا اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ایک دفعہ میں وقف عارضی پر کسی کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ تو ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم تلاوت سے فارغ ہوئے تو وہ مجھے کہنے لگے کہ میاں! تم سے مجھے ایسی امید نہیں تھی۔ میں سمجھا پتہ نہیں مجھ سے کیا غلطی ہوگئی۔ میں نے پوچھا ہوا کیا ہے۔ کہنے لگے کہ مَیں دو تین دن سے دیکھ رہا ہوں کہ تم تلاوت کرتے ہو تو بڑی ٹھہر ٹھہر کے تلاوت کرتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اٹکتے ہو تمہیں ٹھیک طرح قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا۔ تو میں نے ان کو کہا کہ اٹکتا نہیں ہوں بلکہ مجھے اسی طرح عادت پڑی ہوئی ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا طریق ہوتا ہے۔ اس حدیث کا حوالہ تو نہیں پتہ تھا۔ قرآن کی یہ آیت میرے ذہن میں نہیں آئی۔ لیکن مَیں نے کہا مجھے تیز پڑھنا بھی آتا ہے بے شک تیز پڑھنے کا مقابلہ کر لیں لیکن بہر حال جس میں مجھے مزا آتا ہے اسی طرح میں پڑھتا ہوں، تلاوت کرتا ہوں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ اپنی علمیت دکھانے کے لئے بھی سمجھتے ہیں کہ تیز پڑھنا بڑا ضروری ہے حالانکہ اللہ اور اللہ کے رسول کہہ رہے ہیں کہ سمجھ کے پڑھو تاکہ تمہیں سمجھ بھی آئے اور یہی مستحسن ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہر ایک کی اپنی اپنی استعداد ہے۔ ہر ایک کی اپنی سمجھنے کی رفتار اور اخذ کرنے کی قوت بھی ہے تو اس کے مطابق بہر حال ہونا چاہئے اور سمجھ کر قرآن کریم کی تلاوت ہونی چاہئے۔ قرآن کریم کا ادب بھی یہی ہے کہ اس کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ اگر اچھی طرح ترجمہ آتا بھی ہو تب بھی سمجھ کر، ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھنا چاہئے تاکہ ذہن اس حسین تعلیم سے مزید روشن ہو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اکتوبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اشاعت دین بزور شمشیر حرام ہے (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- حج بیت اللہ روحانی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ

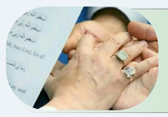

دربارِ خلافت

سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا بھی ایک واقعہ لکھا ہے کہ جب وہ 19۔ 20 سال کے تھے تو سیر کے لئے کشمیر گئے۔ وہاں ایک قسم کے اونی قالین بنائے جاتے ہیں جو خاص طور پر بڑے مشہور ہیں۔ وہ اُنہیں پسند آئے۔ کچھ عرصہ انہوں نے ٹھہرنا تھا، سیر کرنی تھی۔ اس لئے سیر کے لئے چلے گئے۔ انہوں نے جس شہر میں قالین دیکھے تھے وہاں قالین بنانے والے ایک شخص نے کہا کہ میں بہت اعلیٰ بناتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے مجھے تحفہ لے جانے کے لئے تین چار ایسے قالین بنا دو اور اُس کا سائز بتایا۔ کہتے ہیں جب میں واپس آیا تو جو سائز بتائے تھے اُن سے ہر قالین ہر طرف سے، چوڑائی میں بھی، لمبائی میں بھی چھوٹا تھا اور کافی فرق تھا۔ چھ چھ انچ، فُٹ فُٹ چھوٹا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ تمہیں میں نے یہ سائز بتایا تھا، یہ سامنے گواہ ہیں، ان کے سامنے بتایا تھا، اُس کے باوجود تم نے اس کے مطابق نہیں بنایا اور قیمت تم اتنی مانگ رہے ہو۔ تو بجائے اس کے کہ شرمندہ ہوتا، یہ کہتا کہ ٹھیک ہے قیمت کم کر دیں۔ کہنے لگا میں مسلمان ہوں اور بار بار یہی رَٹ لگائے جائے کہ میں مسلمان ہوں اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ تم نے ایسا بنایا ہے اور ویسا بنایا ہے۔

(ماخوذ از تقریر سیالکوٹ انوارالعلوم، جلد 5 صفحہ 108-109)

تو اب جب بھی غلط کام ہو، مسلمان کہہ کر اُس کو جائز کرنا، یہ عام ہو گیا ہے۔ اور پھر یہ پرانی بات نہیں ہے۔ مجھے بھی ایک شخص جو چاول کے کاروبار میں تھے، بتانے لگے کہ ہم پاکستانی اچھا باسمتی چاول جب باہر بھیجتے ہیں تو اُس میں دوسرا کم درجے کا لمبا چاول کس طرح شامل کرتے ہیں اور وہ طریق کار یہ ہے کہ ایک لوہے کا آٹھ نو انچ کا ٹین کا پائپ ہوتا ہے، اُس کو بیگ کے درمیان میں رکھتے ہیں اور اُس پائپ کے اندر کم درجے کا چاول بھرتے ہیں اور اس کے ارد گرد اعلیٰ کوالٹی کا چاول بھیجتے ہیں۔ اور باہر سے جب وہ دیکھتے ہیں تو اعلیٰ کوالٹی ہوتی ہے، باسمتی چاول ہوتا ہے، اور کسی کو پتہ نہیں لگتا۔ جب پائپ اُس کے بعد نکال لیتے ہیں وہ مکس (Mix) ہو جاتا ہے، یہ بھی نہیں خیال ہوتا کہ اندر کوئی چیز پڑی ہے۔ چاول بہر حال چاول ہے۔ تو کاروباروں کی یہ حالت ہے۔ اسی وجہ سے ایک عرصہ پہلے سے ہندوستانی مارکیٹ نے چاول کی مارکیٹ پر قبضہ کر لیا ہے، حالانکہ ہندوستان کا چاول پاکستان سے کم کوالٹی کا ہے۔ اور اب شاید کچھ ایکسپورٹر، کیونکہ احمدی بھی ایکسپورٹ کرتے ہیں، خود بہتر کوالٹی کا لے کر آتے ہوں تو لاتے ہوں۔ نہیں تو اس چور بازاری کی وجہ سے باہر کی مارکیٹ نے پاکستانی ایکسپورٹر سے چاول لینا ہی بند کر دیا ہے۔ ان کو اب پتہ لگ گیا ہے کہ اس طرح یہ دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ اس لئے اب ہندوستانی ایکسپورٹر جو ہے وہی چاول خریدتا ہے، اُس کی گریڈنگ (grading) کرتا ہے اور پھر آگے بھیجتا ہے۔ اور یہ سوچتے ہی نہیں کہ کاروبار میں اس سے برکت بھی نہیں رہتی اور کاروبار بھی ختم ہو گیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خرید و فروخت کرنے والے سچ بولیں اور مال میں اگر کوئی عیب یا نقص ہے اُسے بیان کر دیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے سودے میں برکت دے گا۔ اور اگر وہ دونوں جھوٹ سے کام لیں، خریدنے والا بھی اور بیچنے والا بھی اور کسی عیب کو چھپائیں گے یا ہیرا پھیری سے کام لیں گے تو اس سودے میں سے برکت نکل جائے گی۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا بین البیعان ولم یکتما و نصحا حدیث 2079)

پس اگر برکت حاصل کرنی ہے تو پھر امانت اور دیانت کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے۔ اور یہ تقاضے پورے کرتے ہوئے کاروبار کرنا یہی ایک اچھے مسلمان کا شیوہ ہونا چاہئے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دینے کے لئے کچھ تولو تو جھکتا ہوا تولو۔ یعنی کہ اگر کچھ زیادہ بھی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب التجارات باب الرجحان فی الوزن حدیث 2222)

پس یہ تجارتی امانت کا معیار ہے جو ایک مسلمان کا ہونا چاہئے۔ اگر تاجر امانت دار ہو، صحیح طرح کاروبار کرنے والا ہو تو پھر جو اُس کا مقام ہے وہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ کتنا بڑا مقام ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے۔

(سنن الترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی التجار وتسمیۃ النبیؐ ایاھم حدیث نمبر 1209)

(خطبہ جمعہ 2/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبیؐ کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یَضَعُ الحَرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سیدِ کونین مصطفےٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلے کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بُھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(درثمین صفحہ 59-62)

خلاصہ خطبہ جمعہ

فرمودہ یکم جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق تمام معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور کسی انسان کا اِس میں دخل اور تصرف نہیں ہوتا

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد زمانہ ٔحضرت ابوبکر صدیقؓ میں مرتد باغیوں کے خلاف مہمات کے تذکرہ کے تسلسل میں برتفصیل نویں مہم مزید ارشاد فرمایا!

حضرت عَلَاءؓ بن حضرمی کی حُطم پر فوج کشی

حضرت عَلَاءؓ نے حضرت جارُود رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا! تم قبیلہ عبدالقیس کو لے کر حُطم کے مقابلہ کے لئے حجر سے ملحق علاقہ میں جاکر پڑاؤ کرو اور آپؓ اپنی فوج کے ساتھ حُطم کے مقابلہ پر اُس علاقہ میں آئے۔ اہل دارِین کے علاوہ تمام مشرکین حُطم، اِس طرح تمام مسلمان حضرت عَلَاءؓ بن حضرمی کے پاس جمع ہو گئے۔ دونوں نے اپنے اپنے آگے ایک خندق کھود لی، وہ روزانہ اپنی خندق عبور کر کے دشمن پر حملہ کرتے اور لڑائی کے بعد پھر خندق کے پیچھے ہٹ آتے۔

ایک مہینہ تک جنگ کی یہی کیفیت رہی

اِسی اثناء میں ایک رات مسلمانوں کو دشمن کے پڑاؤ سے زبردست شور وغوغا سنائی دیا، حضرت عَلَاءؓ نے کہا! کوئی ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے۔حضرت عبداللہؓ بن حذف نے کہا! مَیں اِس کام کے لئے جاتا ہوں اور اُنہوں نے واپس آ کر یہ اطلاع دی کہ ہمارا حریف نشہ میں مدہوش و دُھت واہی تباہی بک رہاہے، یہ سارا شور اِس کا ہے۔جب یہ سنا تو مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور اُس کے پڑاؤ میں گھس کر اُن کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا۔ وہ اپنی خندق کی طرف بھاگ گئے، کئی اُس میں گر کر ہلاک، کئی بچ گئے، کئی خوفزدہ ہو گئے نیز بعض قتل یا گرفتار کر لئے گئے۔مسلمانوں نے اُن کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا، جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اُس چیز کو لے جاسکا جو اُس کے جسم پر تھی البتہ ابجر جان بچا کر بھاگ گیا۔

حُطم کی خوف و دہشت سے یہ کیفیت تھی

گویا اُس کے جسم میں جان ہی نہیں، وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جبکہ مسلمان مشرکین کے وسط میں آچکے تھے۔ اپنی بدحواسی میں حُطم خود مسلمانوں میں سے فرار ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے جانے لگا ، جیسا ہی اُس نے رکاب میں پاؤں رکھا وہ ٹوٹ گئی۔حضرت قیسؓ بن عاصم نے اُسے واصل جہنم کیا۔

مشرکین کی قیام گاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد

صبح حضرت عَلَاءؓ نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ایسے لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی مرنے والے سرداروں کے قیمتی کپڑے بھی دیئے۔ اُن میں حضرت عفیفؓ بن مُنذر، حضرت قیسؓ بن عاصم اور حضرت ثمامہؓ بن اُثال شامل تھے۔حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو جو کپڑے دیئے گئے اُن میں حُطم کا ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منقش چوغہ (جو بعد میں غلط فہمی کی بناء پر بنو قیس بن ثعلبہ کے چشمہ پر آپؓ کے لئے باعث شہادت بھی بنا) تھا، جس کو پہن کر وہ بڑے فخر وغرور سے چلا کرتا تھا۔ اِس مہم کی کامیابی کی اطلاع بذریعہ خط حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔

حجر اور اُس کے مضافات پر حضرت عَلَاءؓ کا قبضہ ہوگیا

لیکن بہت سے مقامی فارسی نئی حکومت کے مخالف رہے، وہ اکثر یہ خبر پھیلا کر لوگوں میں ہراس پیدا کرتے کہ بس کوئی دَم جاتا ہے کہ حجر میں حکومت مدینہ کی بساط اُلٹ جائے گی، مفروق شیبانی اپنی قوم تغلب اور نَمِر کی فوجیں لئے چلا آرہاہے۔ یہ باتیں معلوم ہونے پر حضرت ابوبکرؓ نے عَلَاء رضی اللہ عنہ کو لکھا! اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ بنوشیبان بن ثعلبہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں اور شر پسند عناصر یہ خبر مشہور کر رہے ہیں تو سرکوبی کے لئے فوج روانہ کرنا، اُن کو روند ڈالنا اور اُن کے عقب والے قبائل کو ایسا خوفزدہ کرنا کہ اُنہیں کبھی سر اُٹھانے کا حوصلہ نہ ہو۔مرتدین دارِین (جزیرہ خلیج فارس) میں جمع ہو گئے، حضرت عَلَاءؓ سے شکست کھانے کے بعد شکست خوردہ باغیوں کا ایک بڑا حصہ کشتیوں میں بیٹھ کر دارِین چلا گیا اور دوسرے لوگ اپنے اپنے قبائل کے علاقوں میں پلٹ گئے۔

بحرین میں فتنہ کی آگ بجھانے میں مثنّیٰؓ بن حارثہ کا بہت بڑا کردار

اُنہوں نے اپنی فوج کے ساتھ حضرت عَلَاءؓ بن حضرمی کا ساتھ دیا اور بحرین سے شمال کی طرف روانہ ہوئے، قطیف اور حجر پر قبضہ کیا۔ اپنے اِس مشن میں لگے رہے یہاں تک کہ فارسی فوج اور اُن کے عُمّال پر غالب آئے جنہوں نے مرتدین بحرین کی مدد کی تھی۔

حضرت عَلَاء رضی اللہ عنہ ابھی تک مشرکین کے لشکر میں ہی مقیم تھے

آپؓ کو بنو بکر بن وائل کو لکھے گئے خطوط کے جواب میں حسب مراد خبر مل گئی یعنی کہ وہ مسلمان ہیں، بغاوت نہیں کر رہے اور لڑائی نہیں کریں گے نیز اُن کو یقین ہوگیا کہ اُن کے جانے کے بعد پیچھے اہل بحرین میں سے کسی کے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا تو تمام مسلمانوں کو بطرف دارِین چلنے اور پیش قدمی کی دعوت دی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس کشتیاں وغیرہ نہیں تھیں

جس پر سوار ہو کر وہ جزیرہ تک پہنچتے، یہ دیکھ کر حضرت عَلَاءؓ بن حضرمی کھڑے ہوئے اور لوگوں کو جمع کر کے اُن کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا! اللہ نے تمہارے لئے شیاطین کے گروہوں کو جمع اور جنگ کو سمندر میں دھکیل دیا ہے، وہ پہلے خشکی میں تمہیں اپنے نشانات دکھا چکا ہے تاکہ اِن نشانات کے ذریعہ سمندر میں بھی تم سبق سیکھو، اپنے دشمن کی طرف چلو، سمندر کو چیرتے ہوئے اُس کی طرف پیش قدمی کرو کیونکہ اللہ نے اُنہیں تمہارے لئے اکٹھا کیا ہے۔ اُن سب نے جواب دیا! بخدا ہم ایسا ہی کریں گے اور وادیٔ دہناء کا معجزہ دیکھنے کے بعد ہم جب تک زندہ ہیں اِن لوگوں سے نہیں ڈریں گے۔

اللہ کی قدرت

حضرت عَلَاء رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان اُس مقام سے چل کر سمندر کے کنارے آئے نیز خدا کے حضور یہ دعا کر رہے تھے، یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا کَرِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا مُحْیِ الْمَوْتِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا رَبَّنَا۔ آپؓ نے یہ دعا کرتے ہوئے لشکر کے تمام افراد کو سمندر میں اپنی سواریاں ڈالنے کے لئے کہا، چنانچہ سب نے اپنے سپہ سالار کی پیروی کرتے ہوئے ایسا ہی کیا اور پھر اللہ کی قدرت اِس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا۔

معجزات کے بارہ میں اصولی رہنمائی

حضور انور ایدہ اللہ نے تصریح فرمائی! اِس میں شبہ نہیں مسلمان دارِین پہنچ گئے تھے مگر کس طرح اللہ بہتر جانتا ہے۔مزید برآں آپ نے معجزات کے بارہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کے وقت سمندر کے پھٹنے والے قرآنی واقعہ کی تفسیر اور وضاحت کی بابت اصولی رہنمائی بیان فرمودہ حضرت المصلح الموعودؓ پیش کی نیز اِس تناظر میں مسلمانوں کے بحفاظت سمندر عبور کر کے جزیرہ ٔدارِین پہنچنے کے متعلق فرمایا! ہوسکتا ہے اِسی طرح کا کوئی مدّ وجزُر والا واقعہ ہوُا ہو۔

دارِین پہنچ کر فریقین کے مابین نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی

سب باغی مارے گئے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔مسلمانوں نے اُن کے اہل وعیال کو لونڈی وغلام بنالیا نیز املاک پر قبضہ کرلیا، ہر ایک شہ سوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار دِرہم غنیمت میں ملے۔

دسویں مہم، حضرت سُوَیدؓ بن مقرّن بطرف مرتد باغیان تہامہ (یمن)

ایرانی فتوحات میں کارہائے نمایاں سر انجام دینے والے حضرت نعمانؓ بن مُقرّن کے بھائی ابوعدی حضرت سُوَیدؓ بن مُقرّن مُزَنی نے پانچ ہجری میں اسلام قبول کیا۔ کتب تاریخ میں آپؓ کے تہامہ جانے اور وہاں مرتدین کے خلاف کاروائیوں کی تفصیل نہیں ملتی۔ اہل تہامہ کے ارتداد و بغاوت کے حالات و واقعات کی تفصیلات میں ایک مصنف نے لکھا ہے، یہاں ارتداد کو کچلنے میں سرفہرست طاہرؓ بن ابی ہالہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تہامہ (وطن قبیلہ عَک اور اَشعر) کے حصہ پر والی تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے عامل سکون وسکاسک (حضرموت) عُکاشہؓ بن ثور کو حکم دیا کہ وہ تہامہ میں اقامت پذیر ہوں اور اپنے پاس اِس کے باشندوں کو اکٹھا کر کے حکم کا انتظار کریں۔ بجیلہ قبیلہ کے پاس حضرت ابوبکرؓ نے جَرِیرؓ بن عبداللہ بَجلی کو واپس بھیجا اور اُنہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کو لے کر مرتدین اسلام سے قتال کریں اور پھر قبیلہ خثعم کے پاس پہنچیں اور اُن کے مرتدین سے قتال کریں۔ آپؓ اپنی مہم پر روانہ ہوئے اور حکم صدیق اکبرؓ بجا لائے ، تھوڑے سے افراد کے علاوہ اُن کے مقابلہ پر کوئی نہ آیا، آپؓ نے اُنہیں قتل نیز منتشر کر دیا۔

خطبہ ٔثانیہ سے قبل

حضور انور ایدہ اللہ نے واقعہ ٔدہشت گردی میں شہید ہونے والے دو خدام مکرم ڈیکو زکریا صاحب و مکرم ڈیکو موسیٰ صاحب آف (ڈوری ریجن) برکینا فاسو، اِسی طرح تین مرحومین مکرم محمد یوسف صاحب بلوچ آف (بستی صادق پور ضلع عمر کوٹ) سندھ، واقفہ ٔنَو مکرمہ مبارزہ فاروق صاحبہ آف ربوہ اور لوکل معلم سلسلہ مکرم آنزومانا صاحب آف آئیوری کوسٹ کا تفصیلی تذکرہ ٔخیر نیز بعد از نماز جمعۃ المبارک جنازہ غائب پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/ جون 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے ابوخیثمہ! کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول! اچھی خبر ہے۔ اللہ نے ہمیں یمامہ پر فتح عطا فرمائی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

جنگِ یمامہ کے حالات و واقعات کا تفصیلی بیان

مسیلمہ کذاب کے قتل کے واقعہ کا بیان

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

جنگِ یمامہ کے بارے میں ذکر

چل رہا تھا۔ اس بارے میں مزید یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عَبّاد بن بِشر کو کہتے ہوئے سنا کہ اے ابوسعید! جب ہم بُزاخہ سے فارغ ہوئے تو اس رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ گویا آسمان کھولا گیا ہے پھر مجھ پر بند کر دیا گیا ہے۔ اس سے مراد شہادت ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں مَیں نے کہا ان شاء اللہ جو بھی ہوگا بہتر ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ یمامہ کے روز مَیں آپ کو دیکھ رہا تھا اور آپ انصار کو پکار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہماری طرف آؤ۔ اس پر چار سو آدمی واپس آئے۔ براء بن مالک اور ابودُجانہ اور عَبّاد بن بِشر ان میں آگے آگے تھے یہاں تک کہ وہ سب باغ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ مَیں نے عَبّاد بن بِشر کی شہادت کے بعد انہیں دیکھا کہ آپ کے چہرے پر بہت زیادہ تلوار کے نشان تھے مَیں نے آپ کو آپ کے جسم پر موجود ایک علامت سے پہچانا۔

پھر

حضرت اُمِّ عمارہؓ کا ذکر

آتا ہے۔ ام عمارہ جو تاریخِ اسلام کی بہت بہادر خواتین میں سے ایک صحابیہ تھیں ان کا نام نُسَیبہ بنت کعب تھا۔ یہ غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئیں اور نہایت پامردی سے لڑیں۔ جب تک مسلمان فتح یاب تھے وہ مشک میں پانی بھر بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہوگئیں۔ کفار جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے تو یہ تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں خود فرمایا کہ مَیں احد میں ان کو اپنے دائیں اور بائیں برابر لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ابن قمِئَہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو ام عمارہؓ نے اس کو بڑھ کر روکا۔ چنانچہ اس کے وار سے حضرت ام عمارہؓ کے کندھے پر گہرا زخم آیا۔ انہوں نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لیے کارگر نہ ہوئی۔ بہرحال یہ ام عمارہ کا تاریخی مقام ہے یہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے بیٹے عبداللہ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ حضرت ام عمارہؓ اس روز خود بھی جنگِ یمامہ میں شامل تھیں اور اس میں ان کا ایک بازو کٹ گیا تھا۔ حضرت ام عمارہؓ کے اس جنگ میں شامل ہونے کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ ان کے بیٹے حبیب بن زید جو حضرت عمرو بن عاصؓ کے ساتھ عُمان میں تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور یہ خبر عمرو تک پہنچی تو وہ عُمان سے لوٹے۔ راستے میں مسیلمہ سے ان کا سامنا ہوا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ آگے نکل گئے۔ حبیب بن زید اور عبداللہ بن وہب پیچھے تھے ان دونوں کو مسیلمہ نے پکڑ لیا اور کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں؟ عبداللہ بن وہب نے کہا ہاں۔ مسیلمہ نے ان کو لوہے کی زنجیروں میں قید کرنے کا حکم دیا۔ ان کو یقین نہیں آیا، خیال تھا کہ شاید جان بچانے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ بہرحال پھر حبیب بن زید سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ مَیں سنتا نہیں۔ اس نے پھر کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ آپؓ نے کہا ہاں۔ مسیلمہ نے ان کے بارے میں حکم دیا تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے اور جب بھی ان سے وہ کہتا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں تو وہ کہتے کہ مَیں سن نہیں سکتا۔ اور جب وہ یہ کہتا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو آپؓ کہتے ہاں۔ یہاں تک کہ

اس نے آپؓ کا ایک ایک عضو کاٹ ڈالا۔ آپؓ کے ہاتھ کندھے کے جوڑ سے کاٹے گئے۔ آپؓ کی ٹانگیں گھٹنوں سے اوپر تک کاٹ دیں پھر آپؓ کو آگ میں جلا دیا۔ اس سارے واقعہ کے دوران نہ تو آپؓ اپنی بات سے پیچھے ہٹے اور نہ مسیلمہ اپنی بات سے پیچھے ہٹا یہاں تک کہ آپؓ آگ میں شہید ہو گئے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت حبیبؓ مسیلمہ کے پاس جب خط لے کر گئے تو اس وقت اس نے حضرت حبیبؓ کو اس طرح ایک ایک عضو کاٹ کے شہید کیا اور پھر آگ میں جلا دیا۔ جب حضرت ام عمارہؓ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے قسم کھائی کہ وہ خود مسیلمہ کذاب کا سامنا کریں گی اور یا اس کو مار ڈالیں گی یا خود خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں گی۔

جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے یمامہ کے لیے لشکر تیار کیا تو ام عمارہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جنگ میں شمولیت کے لیے آپؓ سے اجازت طلب کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آپ جیسی خاتون کے جنگ کے لیے نکلنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی۔ اللہ کا نام لے کر نکلیں۔ اس جنگ میں ان کا ایک اَور بیٹا عبداللہ بھی شریک تھا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم یمامہ پہنچے تو شدید جنگ ہوئی۔ انصار نے مدد کے لیے پکارا اور مسلمان مدد کے لیے پہنچے۔ جب ہم باغ کے سامنے پہنچے تو باغ کے دروازے پر اژدہام ہو گیا اور ہمارے دشمن باغ میں ایک طرف تھے اور اس جانب تھے جس طرف مسیلمہ تھا۔ ہم اس میں زبردستی گھس گئے اور کچھ دیر تک ہم نے ان سے جنگ کی۔ اللہ کی قسم! مَیں نے ان سے زیادہ اپنی مدافعت کرنے والا نہیں دیکھا اور مَیں نے دشمنِ خدا مسیلمہ کا قصد کیا کہ اسے پاؤں اور دیکھوں۔ مَیں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر مَیں نے اسے دیکھ لیا تو مَیں اس کو چھوڑوں گی نہیں۔ اس کو ماروں گی یا خود مر جاؤں گی۔ لوگ آپس میں حملہ آور ہوئے ان کی تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں گویا کہ وہ بہرے ہو گئے اور سوائے تلوار کی ضرب کی آواز کے اَور کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ یہاں تک کہ مَیں نے اللہ کے دشمن کو دیکھا۔ مَیں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ایک شخص میرے سامنے آیا اس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور اسے کاٹ دیا۔ اللہ کی قسم! مَیں ڈگمگائی نہیں تا کہ مَیں اس خبیث تک پہنچ جاؤں اور وہ زمین پر پڑا تھا اور مَیں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وہاں پایا اس

نے اسے مار دیا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

حضرت ام عمارہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرا بیٹا اپنے کپڑے سے اپنی تلوار کو صاف کر رہا تھا میں نے پوچھا کیا تم نے مسیلمہ کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں اے میری والدہ!

میں نے اللہ کے سامنے سجدہ شکر کیا حضرت ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اللہ نے دشمنوں کی جڑ کاٹ دی۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور میں اپنے گھر واپس لوٹی تو حضرت خالد بن ولیدؓ ایک عرب طبیب کو میرے پاس لے کر آئے۔ اس نے ابلتے ہوئے تیل کے ساتھ میرا علاج کیا۔ اللہ کی قسم! یہ علاج میرے لیے ہاتھ کٹنے سے زیادہ تکلیف دہ تھا حضرت خالدؓ میرا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور ہم سے حسن سلوک کرتے تھے۔ ہمارا حق ہمیشہ یاد رکھتے تھے اور ہمارے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا خیال رکھتے تھے۔ عَبّاد کہتے ہیں میں نے کہا اے میری دادی! جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کے زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان سے سوال پوچھا۔ انہوں نے کہا ہاں اے میرے بیٹے! اللہ کا دشمن مارا گیا اور مسلمان سب کے سب ہی زخمی تھے۔ میں نے اپنے دونوں بھائیوں کو اس حال میں زخمی دیکھا کہ ان میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔ لوگ یمامہ میں پندرہ روز ٹھہرے۔ جنگ ختم ہو چکی تھی اور زخموں کی وجہ سے انصار اور مہاجرین میں سے بہت تھوڑی تعداد حضرت خالدؓ کے ساتھ نماز ادا کرتی تھی۔ وہ کہتی ہیں میں جانتی ہوں کہ بنوطَےء اس روز اچھی طرح آزمائے گئے۔ میں نے اس روز عدی بن حاتم کو پکارتے ہوئے سنا، صبر کرو صبر کرو میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اور میرے بیٹے زید نے اس روز بڑی بہادری سے جنگ کی۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام عمارہؓ یمامہ کے روز زخمی ہوئیں۔ تلوار اور نیزے کے گیارہ زخم انہیں لگے علاوہ ازیں ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ ان کا حال دریافت کرنے تشریف لاتے رہے۔ کعب بن عُجْرہ نے اس دن سخت جنگ کی۔ اس دن لوگوں کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی اور لوگ شکست کھا کر بھاگتے ہوئے لشکر کے آخری حصہ کو بھی پار کر گئے۔ کعب نے پکارا۔ اے انصار! اے انصار! اللہ اور رسول کی مدد کو آؤ اور یہ کہتے ہوئے وہ مُحکَّم بن طُفیل تک پہنچ گئے۔ مُحکَّم نے ان پر ضرب لگائی اور ان کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا۔ اللہ کی قسم! کعب اس کے باوجود لڑکھڑائے نہیں اور دائیں ہاتھ سے ضرب لگاتے جبکہ بائیں ہاتھ سے خون بہ رہا تھا یہاں تک کہ وہ باغ تک پہنچے اور اس میں داخل ہوگئے۔ حاجب بن زید نے اوس کو پکارتے ہوئے کہا کہ اے اَشْہَل! تو ثابت نے کہا کو اے انصار! وہ ہمارا اور تمہارا لشکر ہیں تو انہوں نے پکارا: اے انصار! اے انصار! یہاں تک کہ بنو حنیفہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ لوگ منتشر ہو گئے۔ آپ نے دو دشمنوں کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔ آپ کی جگہ عمیر بن اوس نے لی۔ ان پر بھی دشمنوں نے حملہ کر دیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر ابوعقیل کے بارے میں ہے کہ ابوعقیل انصار کے حلیف تھے۔ آپ یمامہ کے روز سب سے پہلے جنگ کے لیے نکلے۔ آپ کو ایک تیر لگا جو کندھے کو چیرتا ہوا دل تک پہنچ گیا آپ نے اس تیر کو کھینچ کر باہر نکالا۔ آپ اس زخم سے کمزور ہو گئے۔ آپ نے معن بن عدی کو کہتے ہوئے سنا کہ اے انصار! دشمن پر حملے کے لیے لوٹو۔ ابوعمرو کہتے ہیں کہ ابوعقیل اپنے لوگوں کی طرف جانے کے لیے اٹھے میں نے پوچھا ابوعقیل آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ میں جنگ کی اب ہمت نہیں ہے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ پکارنے والے نے میرا نام پکار کر آواز لگائی ہے۔ میں نے کہا انہوں نے تو صرف انصار کا نام لیا ہے اور ان کی مراد زخمیوں سے نہیں تھی۔ ابوعقیل نے جواب دیا کہ میں انصار میں سے ہوں اور میں ضرور جواب دوں گا خواہ دوسرے کمزوری دکھائیں۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ

ابوعقیل ہمت کر کے اٹھے اپنے دائیں ہاتھ میں ننگی تلوار لی پھر پکارنے لگے اے انصار! یومِ حنین کی طرح پلٹ کر حملہ کرو۔

وہ سب اکٹھے ہو گئے اور دشمن کے سامنے مسلمانوں کی ڈھال بن گئے یہاں تک کہ انہوں نے دشمن کو باغ میں دھکیل دیا۔ وہ آپس میں مل جل گئے یعنی اندر جا کے پھر گھمسان کی جنگ ہوئی اور تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ میں نے ابوعقیل کو دیکھا، آپ کا زخمی ہاتھ کندھے سے کٹ گیا اور آپ کا وہ بازو زمین پر گر پڑا۔ آپ کو چودہ زخم آئے ان سب زخموں کی وجہ سے آپ شہید ہو گئے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں ابوعقیل کے پاس پہنچا تو وہ زمین پر گرے ہوئے آخری سانسیں لے رہے تھے۔ میں نے کہا اے ابوعقیل! تو انہوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا لبیک۔ پھر کہا کس کو شکست ہوئی؟ میں نے بلند آواز سے کہا خوشخبری ہو اللہ کا دشمن مسیلمہ مارا گیا۔ انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہوئے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور جان دے دی۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت عمرؓ کو ان کا یہ سارا واقعہ بتایا تو انہوں نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے وہ ہمیشہ شہادت کی آرزو رکھتے تھے اور میرے علم کے مطابق وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند چنیدہ صحابہ میں سے تھے اور ان میں سے قدیم الاسلام تھے۔

مُجَّاعہ بن مُرارہ بنوحنیفہ کا سردار تھا، اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اس نے ایک روز مَعْن بن عدی کا ذکر کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس آیا کرتے تھے اس دوستی کی وجہ سے جو میرے اور اس کے درمیان قدیم سے تھی۔ مُجَّاعہ کہتے ہیں کہ جب وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس جنگِ یمامہ کے ختم ہونے کے بعد وفد میں آئے تو حضرت ابوبکرؓ ایک روز شہداء کی قبروں کی زیارت کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ اور آپؓ کے ساتھی ستر صحابہ کی قبروں پر گئے۔ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول! میں نے جنگِ یمامہ میں شامل ہونے والے اصحاب سے زیادہ کسی کو تلواروں کے واروں کے سامنے ثابت قدم رہنے والا نہیں دیکھا اور نہ ان سے زیادہ شدت سے حملہ کرنے والا دیکھا ہے۔ میں نے ان میں ایک شخص کو دیکھا۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ میری اور ان کی دوستی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا (پہچان گئے آپ) کہ معن بن عدی؟ میں نے عرض کیا ہاں اور حضرت ابوبکرؓ میری اور ان کی دوستی کو جانتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے تم نے ایک صالح شخص کا ذکر کیا ہے۔ میں نے کہا اے خلیفہ رسول! گویا میں اب بھی چشمِ تصور میں انہیں دیکھ رہا ہوں اور میں خالد بن ولید کے خیمے میں بندھا ہوا تھا مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور اس شدت سے قدم اکھڑے کہ میں نے سمجھا کہ اب ان کے قدم دوبارہ جم نہیں سکیں گے اور مجھے یہ ناگوار لگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بخدا! واقعی تمہیں ناگوار گزرا تھا؟ کیونکہ یہ مرتد ہو گیا تھا اور اسی لیے قید کیا گیا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ ناگوار گزرا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس پر میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

مُجَّاعہ کہتے ہیں میں نے مَعْن بن عدی کو دیکھا وہ سر پر سرخ کپڑا پہنے ہوئے پلٹ کر حملہ کر رہے تھے۔ تلوار کندھے پر رکھی ہوئی تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ پکار رہے تھے اے انصار! پوری قوت سے حملہ کرو۔

مُجَّاعہ کہتے ہیں کہ انصار نے پلٹ کر حملہ کیا اور اتنا شدید حملہ تھا کہ انہوں نے دشمن کے قدم اکھاڑ دیے۔ میں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ چکر لگا رہا تھا۔ میں بنو حنیفہ کے مقتولین کو پہچانتا تھا۔ میں انصار کو بھی دیکھ رہا تھا وہ شہید ہو کر گرے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر رو پڑے یہاں تک کہ آپؓ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب ظہر کا وقت آیا تو میں باغ میں داخل ہوا اور شدید جنگ ہو رہی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مؤذن کو حکم دیا اس نے باغ کی دیوار پر ظہر کی اذان دی۔ لوگ لڑائی کی وجہ سے مضطرب تھے یہاں تک کہ عصر کے بعد جنگ ختم ہوگئی تو حضرت خالدؓ نے ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپؓ نے پانی پلانے والوں کو مقتولین کی طرف روانہ کیا۔ میں ان کے ساتھ چکر لگانے لگا۔ میں ابوعقیل کے پاس سے گزرا انہیں پندرہ زخم آئے تھے انہوں نے مجھ سے پانی مانگا میں نے انہیں پانی پلایا تو ان کے تمام زخموں سے پانی بہ نکلا اور وہ شہید ہو گئے۔ میں بِشر بن عبد اللہ کے پاس سے گزرا۔ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پانی مانگا۔ میں نے انہیں پانی پلایا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ جب حضرت خالدؓ نے اہل یمامہ کو قتل کیا تو مسلمان بھی اس جنگ میں بڑی تعداد میں شہید ہوئے یہاں تک کہ اکثر صحابہ رسولؐ شہید ہو گئے اور مسلمانوں میں سے جو زندہ بچ گئے تھے ان میں بہت زیادہ زخمی تھے۔

(الاکتفاء جلد۲ جزء۱ صفحہ ۵۷ تا ۶۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

(سیر الصحابیات از سعید انصاری صفحہ 122 مشتاق بک کارنر لاہور)

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از صلابی صفحہ 349 فرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

جب حضرت خالدؓ کو مسیلمہ کے قتل کی خبر دی گئی تو وہ مُجَّاعہ کو بیڑیوں میں جکڑ کر ساتھ لائے تا کہ

مسیلمہ کی شناخت کروائیں۔ وہ لاشوں میں اسے دیکھتا رہا مگر وہاں مسیلمہ نہ ملا۔ پھر

وہ باغ میں داخل ہوا تو ایک پستہ قد، زرد رنگ، چپٹی ناک والے آدمی کی لاش نظر آئی تو مُجّاعہ نے کہا یہ مسیلمہ ہے جس سے تم فراغت حاصل کر چکے ہو۔

اس پر حضرت خالدؓ نے کہا یہ ہے وہ آدمی جس نے تمہارے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہے۔ مُجّاعہ کیونکہ قید تھا، بنوحنیفہ کا نمائندہ تھا، سردار تھا۔ اس لیے ان کو بچانا بھی چاہتا تھا۔ مرد تو اکثر مر چکے تھے لیکن اس نے ایک چال چلی۔ باقی جو لوگ قلعہ میں بند تھے ان کو بچانے کے لیے اس نے فریب کیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے ایک صلح کا معاہدہ کیا۔ اس نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا کہ یہ لوگ جو تمہارے مقابلے میں جنگ کے لیے نکلے تھے یہ تو صرف جلد باز لوگ تھے جبکہ قلعے تو ابھی بھی جنگجوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔ حضرت خالدؓ نے کہا تم پر ہلاکت ہو تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اس پر مُجّاعہ نے کہا بخدا! جو کہہ رہا ہوں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ پس آؤ اور میرے پیچھے موجود میری قوم کی طرف سے مجھ سے صلح کر لو۔ دھوکے سے اس نے یہ باتیں کیں بہرحال آگے اس کا واضح بھی ہو جائے گا۔ حضرت خالدؓ اس ہولناک جنگ میں مسلمانوں کو جس قدر جانی نقصان دیکھ چکے تھے اس کے پیش نظر انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ اب جبکہ بنوحنیفہ کا سردار اور اصل باغی سرغنہ مع اپنے ساتھیوں کے مارا جا چکا ہے تو اب مسلمانوں کا مزید جانی نقصان نہ ہی کروایا جائے تو بہتر ہے چنانچہ حضرت خالدؓ نے صلح کے لیے رضامندی ظاہر کر دی۔ حضرت خالدؓ کی طرف سے صلح کی ضمانت لے کر مُجّاعہ نے کہا میں ان کے پاس جا کر ان سے مشورہ کرتا ہوں پھر وہ ان لوگوں کے پاس گیا جبکہ مُجّاعہ اچھی طرح جانتا تھا کہ قلعوں میں سوائے عورتوں بچوں اور انتہائی عمر کو پہنچے ہوئے بوڑھوں اور کمزوروں کے کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے انہیں زرہیں پہنائیں اور عورتوں سے کہا کہ میری واپسی تک وہ قلعے کی دیواروں پر چڑھ جائیں۔ پھر وہ حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور کہا کہ جس شرط پر مَیں نے صلح کی تھی وہ اس کو قبول نہیں کرتے۔ جب حضرت خالدؓ نے قلعوں کی طرف دیکھا تو وہ آدمیوں سے بھرے ہوئے نظر آئے۔ زرہیں پہنا کے عورتیں وغیرہ وہاں بٹھا آیا تھا۔ اس جنگ نے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا اور لڑائی بہت طویل ہو گئی تھی اس لیے مسلمان یہ چاہتے تھے کہ وہ فتح حاصل کر کے واپس چلے جائیں کیونکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ اس لیے حضرت خالدؓ نے نسبتاً نرم شرائط پر، سونے، چاندی، اسلحہ اور نصف قیدیوں پر صلح کر لی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک چوتھائی پر صلح کی تھی۔ جب قلعوں کے دروازے کھولے گئے تو ان میں سوائے عورتوں بچوں اور کمزوروں کے کوئی بھی نہیں تھا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے مُجّاعہ سے کہا تیرا بُرا ہو تُو نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ مُجّاعہ نے کہا یہ میری قوم کے لوگ ہیں ان کو بچانا میرے لیے ضروری تھا۔ اس کے علاوہ مَیں اَور کیا کر سکتا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا خط حضرت خالدؓ کو پہنچا کہ ہر بالغ کو قتل کر دیا جائے لیکن یہ خط اس وقت پہنچا کہ جب حضرت خالدؓ ان لوگوں سے صلح کر چکے تھے اس لیے انہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور بدعہدی نہیں کی۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۲۲-۲۲۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۶ء)

ان کی جان کی امان دے دی تھی چنانچہ

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کی حالت اور صلح کی وجہ بتانے کے لیے حضرت ابوبکرؓ کی طرف ایک خط بھیجا جس کو پڑھ کر حضرت ابوبکرؓ مطمئن اور خوش ہو گئے۔

جب حضرت خالدؓ صلح کے معاہدے سے فارغ ہوئے تو آپؓ نے قلعوں کے متعلق حکم دیا چنانچہ وہاں آدمی مقرر کر دیے گئے۔ مُجّاعہ نے اللہ کی قسم کھائی کہ جن چیزوں پر صلح ہوئی ہے ان میں سے کوئی بھی چیز آپؓ سے پوشیدہ نہیں رہے گی اور جو بھی کسی پوشیدہ چیز کو جاننے والا ہو گا اس کی خبر خالدؓ تک پہنچائی جائے گی۔ پھر قلعے کھول دیے گئے، بہت زیادہ اسلحہ برآمد ہوا جسے خالدؓ نے علیحدہ اکٹھا کر لیا اور ان قلعوں میں سے جو دینار اور درہم ملے انہیں بھی الگ جمع کر لیا گیا اور ان کی زرہیں جمع کی گئیں۔ پھر قیدی باہر نکالے گئے اور ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پھر مالِ غنیمت کی قرعہ اندازی کی گئی اور زرہوں اور بیڑیوں اور سونے چاندی وغیرہ کا وزن کیا گیا اور خمس الگ کیا گیا۔ خمس کا چوتھا حصہ لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ گھڑسواروں کے لیے دو حصے مقرر کیے گئے اور گھوڑے کے مالک کے لیے ایک حصہ مقرر کیا گیا اور ان سب میں سے بھی خمس الگ کیا گیا اور یہ سارا خمس حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بھجوا دیا گیا۔

(الاکتفاء جلد ۲ جزء ۱ صفحہ ۷۰-۷۱ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

اس کے بعد بنوحنیفہ بیعت کرنے اور مسیلمہ کی نبوت سے لاتعلقی کا اظہار کرنے کے لیے جمع ہوئے۔

یہ تمام لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس لائے گئے جہاں انہوں نے بیعت کی اور اپنے دوبارہ اسلام لانے کا اعلان کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کا ایک وفد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں مدینہ منورہ روانہ فرمایا۔ جب وہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے بڑا تعجب کا اظہار کیا کہ آخر تم لوگ مسیلمہ کے پھندے میں پھنس کس طرح گئے اور گمراہ ہو گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے خلیفہ رسول! ہمارے تمام حال سے آپؓ اچھی طرح آگاہ ہیں۔ مسیلمہ نہ اپنے آپ کو فائدہ پہنچا سکا اور نہ اس کے رشتے داروں اور قوم کو اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکا۔

(حضرت ابوبکرؓ صدیق از محمد حسین ہیکل صفحہ 206)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایک خواب کا ذکر

ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب حضرت خالدؓ کو یمامہ کی طرف روانہ فرمایا تو آپؓ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپؓ کے پاس ھَجَرْ بستی ہے اس کی کھجوروں میں سے کھجوریں لائی گئیں۔ آپ نے ان میں سے ایک کھجور کھائی۔ اس کو آپ نے گٹھلی پایا جو کھجور کی شکل میں تھی۔ بڑی سخت تھی کھجور نہیں تھی بلکہ گٹھلی تھی۔ کچھ دیر آپؓ نے اس کو چبایا پھر اس کو پھینک دیا۔ آپؓ نے اس خواب کی تعبیر یہ فرمائی، فرمایا کہ

خالد کو اہلِ یمامہ کی طرف سے شدید مقابلے کا سامنا کرنا پڑے گا اور اللہ ضرور اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

(الاکتفاء جلد ۲ جزء ۱ صفحہ ۷۲ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

حضرت ابوبکرؓ یمامہ کی طرف سے آنے والی خبروں کا بشدت انتظار فرماتے تھے اور جیسے ہی خالدؓ کی طرف سے کوئی ایلچی آتا تو آپؓ ان سے خبریں حاصل کرتے۔ ایک روز حضرت ابوبکرؓ دوپہر کے وقت گرمی میں نکلے۔ آپؓ صِرار نامی مقام کی طرف جانا چاہتے تھے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ آپ کے ساتھ حضرت عمرؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ اور مہاجرین و انصار کا ایک گروہ تھا۔ آپؓ ابوخیثمہ نجاری سے ملے جنہیں خالدؓ نے بھیجا تھا۔ جب انہیں حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا تو فرمایا اے ابوخیثمہ! کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ

اے خلیفہ رسول! اچھی خبر ہے۔ اللہ نے ہمیں یمامہ پر فتح عطا فرمائی ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا۔ ابوخیثمہ نے کہا کہ خالد کا آپؓ کے نام خط ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور آپؓ کے اصحاب نے اللہ کی حمد کی پھر آپؓ نے فرمایا مجھے جنگ کے بارے میں بتاؤ کہ کیسا رہا؟ ابوخیثمہ آپؓ کو بتانے لگے کہ خالدؓ نے کیا کیا کیا تھا اور کیسے اپنے ساتھیوں کی صف آرائی کی تھی اور کس طرح مسلمانوں کو ہزیمت پہنچی اور کون ان میں سے شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگے اور ان کے لیے رحم کی دعا کرنے لگے۔ ابوخیثمہ نے مزید کہا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بدوی ہیں۔ انہوں نے ہمیں شکست دی اور ہمارے ساتھ وہ کیا جو ہم اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ہمیں ان پر فتح عطا فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جو خواب مَیں نے دیکھی تھی مَیں اس کو سخت ناپسند کرتا تھا اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خالد کو ضرور شدید جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا اور کاش خالدؓ نے ان لوگوں سے صلح نہ کی ہوتی اور ان کو تلوار کی دھار پر رکھا ہوتا۔ ان شہداء کے بعد اہل یمامہ میں سے کسی کے زندہ رہنے کا کیا حق ہے۔ فرمایا کہ یہ لوگ جو اس کے ساتھی تھے اپنے اس مسیلمہ کذاب کی وجہ سے قیامت تک آزمائش میں رہیں گے سوائے اس کے کہ اللہ انہیں بچا لے۔ اس کے بعد اہل یمامہ کا وفد حضرت خالدؓ کے ساتھ حضرت

ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

(الاکتفاء جلد ۲ جزء ۱ صفحہ ۷۲-۷۳، عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 172 زوار اکیڈمی کراچی 2004ء)

مقتولین کی تعداد

کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں قتل ہونے والے مرتدین کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی اور ایک روایت میں اکیس ہزار بھی بیان ہوئی ہے جبکہ پانچ سو یا چھ سو کے قریب مسلمان شہید ہوئے۔ بعض روایات میں جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد سات سو، بارہ سو اور سترہ سو بھی بیان ہوئی ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳ جزء ۶ صفحہ ۳۲۱ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

(فتوح البلدان لامام ابی الحسن احمد بن یحییٰ البلاذری صفحہ ۶۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۰ء)

ایک روایت کے مطابق اس جنگ میں شہید ہونے والوں میں سات سو سے زائد حفاظ قرآن تھے۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن۔ جلد ۲۰ صفحہ ۲۳ دارالکتب العلمیة ۲۰۰۱ء)

ان شہداء میں اکابرین صحابہ اور حفاظِ قرآن بھی شامل تھے جن کا مقام اور درجہ مسلمانوں میں بے حد بلند تھا۔ ان کی شہادت ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔ لیکن ان حفاظ قرآن کی شہادت ہی بعد میں جمع قرآن کا باعث بنی۔ ان شہداء میں بعض مشہور صحابہ کے نام یہ تھے۔ حضرت زید بن خطابؓ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ، حضرت سالم مولیٰ ابوحُذیفہؓ، حضرت خالد بن اُسَیدؓ، حضرت حَکَم بن سعیدؓ، حضرت طفیل بن عمرو دَوسیؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ کے بھائی حضرت سائب بن عوامؓ، حضرت عبداللہ بن حارث بن قَیسؓ، حضرت عَبَّاد بن حارثؓ، حضرت عَبَّاد بن بشرؓ، حضرت مالک بن اوسؓ، حضرت سُراقہ بن کعبؓ، حضرت معَن بن عدیؓ، خطیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابت بن قیس بن شَمَّاسؓ، حضرت ابودجانہؓ، رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول کے مومن صادق فرزند حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ اور حضرت یزید بن ثابت خزرجیؓ۔

(فتوح البلدان صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۶ مطبوعہ مؤسسة المعارف بیروت ۱۹۸۷ء)

بعض مؤرخین کے نزدیک جنگ یمامہ ربیع الاول بارہ ہجری کو ہوئی جبکہ بعض کا قول ہے کہ یہ گیارہ ہجری کے آخر میں ہوئی۔ ان دونوں اقوال کی تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ اس جنگ کا آغاز گیارہ ہجری میں ہوا ہو اور اس کا اختتام بارہ ہجری میں ہوا ہو۔

(البدایة والنہایة جلد ۳ جزء ۶ صفحہ ۳۲۲ سنہ ۱۱ ہجری دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

”جن لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا اور جن سے صحابہؓ نے جنگ کی وہ سب کے سب ایسے تھے جنہوں نے اسلامی حکومت سے بغاوت کی تھی اور اسلامی حکومت کے خلاف اعلانِ جنگ کیا تھا...

مسیلمہ نے تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپؐ کو لکھا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آدھا ملک عرب کا ہمارے لئے ہے اور آدھا ملک قریش کے لئے ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے ہَجَر اور یمامہ میں سے ان کے مقرر کردہ والی ثُمامہ بن اُثالؓ کو نکال دیا اور خود اس علاقہ کا والی بن گیا اور اس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اسی طرح مدینہ کے دو صحابہ حَبیب بن زیدؓ اور عبداللہ بن وہب کو اس نے قید کرلیا اور ان سے زور کے ساتھ اپنی نبوت منوانی چاہی۔ عبداللہ بن وہب نے تو ڈر کر اس کی بات مان لی مگر حَبیب بن زیدؓ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر مسیلمہ نے اس کا عضو عضو کاٹ کر آگ میں جلا دیا۔

اسی طرح یمن میں بھی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افسر مقرر تھے ان میں سے بعض کو قید کر لیا اور بعض کو سخت سزائیں دی گئیں۔ اسی طرح طبری نے لکھا ہے کہ اَسْوَد عَنسی نے بھی علم بغاوت بلند کیا تھا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو حکام مقرر تھے ان کو اس نے تنگ کیا تھا اور ان سے زکوٰۃ چھین لینے کا حکم دیا تھا۔ پھر اس نے صنعا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حاکم شَہْر بن باذان پر حملہ کر دیا تھا۔ بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا، لوٹ مار کی، گورنر کو قتل کر دیا اور اس کو قتل کر دینے کے بعد اس کی مسلمان بیوی سے جبراً نکاح کر لیا۔ بنو نجران نے بھی بغاوت کی اور وہ بھی اسود عَنْسی کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے دو صحابہ عمرو بن حزمؓ اور خالد بن سعیدؓ کو علاقہ سے نکال دیا۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ مدعیانِ نبوت کا مقابلہ اس وجہ سے نہیں کیا گیا تھا کہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نبی ہونے کے دعوے دار تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے مدعی تھے بلکہ صحابہ نے ان سے اس لئے جنگ کی تھی کہ وہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر کے اپنے قانون جاری کرتے تھے اور اپنے اپنے علاقہ کی حکومت کے دعوے دار تھے اور صرف علاقہ کی حکومت کے دعوے دار ہی نہیں تھے بلکہ انہوں نے صحابہ کو قتل کیا۔“

(مولانا مودودی صاحب کے رسالہ ”قادیانی مسئلہ“ کا جواب، انوار العلوم جلد 24 صفحہ 12 تا 14)

اسلامی ملکوں پر چڑھائیاں کیں، قائم شدہ حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اپنی آزادی کا اعلان کیا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ”جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی... اس کے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔ ایسے نازک وقت کی حالت کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یوں ظاہر فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے پیدا ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے۔ ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔

میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑوں پر آتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔

اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا یہ کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیقؓ نے ہی دکھائی۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا۔ تمام صحابہؓ اس وقت موجود تھے۔ کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے۔ وہ دیکھتے تھے کہ آگ لگ چکی ہے۔ اس آگ میں کون پڑے۔ حضرت عمرؓ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ یہ ان کا صدق ہی تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا۔ مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھا اور اس کے مسائل اباحت کے مسائل تھے۔“

اباحت جو ہے کسی چیز کا شریعت میں مباح یعنی جائز یا حلال ہونا ہے (اردو لغت تاریخی اصول پر زیر لفظ اباحت)۔ لوگ اس کی اباحتی باتوں کو دیکھ دیکھ کر اس میں شامل ہو جاتے تھے۔ بہت ساری غلط چیزوں کو بھی وہ جائز قرار دیا کرتا تھا۔ پہلے اس کا بیان بھی ہو چکا ہے۔ بہرحال فرمایا کہ

”لوگ اباحتی باتوں کو دیکھ دیکھ کر اس کے مذہب میں شامل ہوتے جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی معیت کا ثبوت دیا اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 378-379)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں ”اہل تحقیق سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ آپؓ کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ بہت سے منافق مرتد ہو گئے اور مرتدوں کی زبانیں دراز ہو گئیں اور افترا پردازوں کے ایک گروہ نے دعویٰ نبوت کر دیا اور اکثر بادیہ نشین ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب جاہل اور بدکردار آدمی مل گئے اور فتنے بھڑک اٹھے اور مصائب بڑھ گئے اور آفات نے دور و نزدیک کا احاطہ کر لیا اور مومنوں پر ایک شدید زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس وقت تمام لوگ آزمائے گئے اور خوفناک اور حواس باختہ کرنے والے حالات نمودار ہو گئے اور مومن ایسے لاچار تھے کہ

گویا ان کے دلوں میں آگ کے انگارے دہکائے گئے ہوں یا وہ چھری سے ذبح کر دیئے گئے ہوں۔ کبھی تو وہ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جدائی کی وجہ سے اور گاہے ان فتنوں کے باعث جو جلا کر بھسم کر دینے والی آگ کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے روتے۔ امن کا شائبہ تک نہ تھا۔ فتنہ پرداز گند کے ڈھیر پر اگے ہوئے سبزے کی طرح چھا گئے تھے۔مومنوں کا خوف اور ان کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی تھی اور دل دہشت اور بے چینی سے لبریز تھے۔

ایسے (نازک) وقت میں (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ حاکم وقت اور (حضرت) خاتم النبیینؐ کے خلیفہ بنائے گئے۔منافقوں، کافروں اور مرتدوں کے جن رویوں اور طور طریقوں کا آپ نے مشاہدہ کیا ان سے آپ ہم وغم میں ڈوب گئے۔ آپ اس طرح روتے جیسے ساون کی جھڑی لگی ہو اور آپ کے آنسو چشمہ رواں کی طرح بہنے لگتے اور آپ (رضی اللہ عنہ) (اپنے) اللہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر کی دعا مانگتے۔

(حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوستِ زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔ فتنے دور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مؤمنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کیلئے ان کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا اور مفسدوں کے چہرے کالے کر دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی نصرت فرمائی اور سرکش سرداروں اور بتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور کفار کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ پسپا ہو گئے اور (آخر) انہوں نے رجوع کر کے توبہ کی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب صادقوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی ذات میں پورا ہوا۔‘‘

(سر الخلافۃ اردو ترجمہ صفحہ 47 تا 50 شائع کردہ نظارت اشاعت)

پھر حضرت خالدؓ کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ حضرت خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جائیں۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۳۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان۲۰۱۲ء)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت علاء بن حضرمیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کمک مانگی۔ آپؓ نے خالد بن ولید کو لکھا اور یہ حکم دیا کہ یمامہ سے علاء کے پاس بعجلت روانہ ہو جاؤ اور ان کی مدد کرو اور وہ ان کی مدد کے پاس پہنچے۔ حُطَم کو قتل کیا پھر ان کے ساتھ مل کر خُط کا محاصرہ کیا۔ خُط بھی بحرین میں قبیلہ عبد القیس کا محلہ ہے جہاں کثرت سے کھجوریں ہوتی تھیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے انہیں عراق کی طرف کوچ کا حکم دیا اور انہوں نے بحرین سے ادھر کوچ کیا۔

(فتوح البلدان از بلاذری مترجم صفحہ 135 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

(معجم البلدان جلد۲ صفحہ۴۳۳)

مُجَّاعَہ بن مُرارہ کی بیٹی سے حضرت خالدؓ کی شادی کے بارے میں

جو سوال اٹھتے ہیں اس بارے میں کتب تاریخ اور سیرت میں لکھا ہے کہ جنگِ یمامہ کے ختم ہونے اور بنو حنیفہ کے باقی ماندہ بچ جانے والوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو جانے کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کی ایک شادی ہوئی تھی اس کا ذکر ملتا ہے۔مؤرخین کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کو جب اس شادی کی خبر ملی تو حضرت ابوبکرؓ حضرت خالدؓ سے ناراض ہوئے لیکن جب حضرت خالدؓ نے تفصیلی وضاحت بذریعہ خط پیش خدمت کی تو حضرت ابوبکرؓ کی ساری ناراضگی جاتی رہی۔ اس کی تفصیلات کے مطابق صلح ہو جانے کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے مُجَّاعَہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی آپؓ سے کر دے۔ مُجَّاعَہ کو مالک بن نُوَیْرہ کی بیوی لیلیٰ ام تمیم کا واقعہ اور حضرت ابوبکرؓ کا حضرت خالدؓ سے شادی کی ناراضگی کا علم تھا چنانچہ اس نے کہا کہ رک جایئے۔ آپ میری کمر توڑ دینے کا باعث بنیں گے اور خود بھی حضرت ابوبکرؓ کے عتاب سے بچ نہ سکیں گے لیکن حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تُو اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے چنانچہ اس نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کر دی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمامہ کی خبروں کے برابر منتظر رہتے تھے اور آپ کو خالدؓ کے خبر رساں کا انتظار رہتا تھا۔ ایک روز آپ شام کے وقت مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ ایک مقام پر تھے کہ وہاں خالد رضی اللہ عنہ کے فرستادہ ابوخَیْثَمہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو ان سے دریافت کیا: پیچھے کیا خبریں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ خیر ہے اے خلیفہ رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یمامہ پر فتح نصیب فرمائی ہے اور لیجیے یہ خالد رضی اللہ عنہ کا خط ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً سجدہ شکر بجا لایا اور فرمایا مجھ سے معرکے کی کیفیت بیان کرو کیسے ہوا؟ اس حوالے سے ایک پہلے بھی روایت گزر چکی ہے۔ بہرحال ابوخیثمہ نے معرکہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا، کس طرح فوج کی صف بندی کی، کون کون سے صحابہ شہید ہوئے اور کس طرح ہمیں دشمن کی پسپائی کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے ہمیں ایسی چیزوں کا عادی بنا دیا جسے ہم اچھی طرح نہیں جانتے تھے۔

پھر حضرت خالدؓ کی شادی کا بھی ذکر ہوا۔حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خط لکھا کہ اے ام خالد کے بیٹے! تمہیں عورتوں سے شادی کی سوجھی ہے اور ابھی تمہارے صحن میں ایک ہزار دو سو مسلمانوں کا خون خشک نہیں ہوا اور پھر مُجَّاعَہ نے تمہیں فریب دے کر مصالحت کر لی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر مکمل قدرت عطا کر دی تھی۔ مُجَّاعَہ سے مصالحت اور اس کی بیٹی سے شادی کی وجہ سے خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یہ عتاب خالد رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو آپ نے جوابی خط حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں اپنے موقف کی وضاحت اور اس کے دفاع میں لکھا۔حضرت خالدؓ نے لکھا کہ اَمَّا بَعْدُ! دین کی قسم، مَیں نے اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک خوشی مکمل نہ ہوگئی اور استقرار حاصل نہ ہو گیا۔ مَیں نے ایسے شخص کی بیٹی سے شادی کی ہے کہ اگر میں مدینہ سے پیغام بھیجتا تو وہ انکار نہ کرتا۔ معاف کیجیے، مَیں نے اپنے مقام سے پیغام دینے کو ترجیح دی۔ اگر آپ کو یہ رشتہ دینی یا دنیاوی اعتبار سے ناپسند ہو تو مَیں آپ کی مرضی پوری کرنے کے لیے تیار ہوں۔ رہا مسئلہ مسلم مقتولین کی تعزیت کا تو اگر کسی کا حزن وغم کسی زندہ کو باقی رکھ سکتا یا مردہ کو لوٹا سکتا تو میرا حزن وغم زندہ کو باقی رکھتا اور مردہ کو لوٹا دیتا۔ مَیں نے اس طرح حملہ کیا کہ زندگی سے مایوس ہو گیا اور موت کا یقین ہو گیا اور رہا مسئلہ مُجَّاعَہ کی فریب دہی کا تو مَیں نے اپنی رائے میں غلطی نہیں کی لیکن مجھے علم غیب نہیں ہے۔ جو کچھ کیا اللہ نے مسلمانوں کے حق میں خیر کیا ہے۔ انہیں زمین کا وارث بنایا اور انجام کار متقیوں کے لیے ہے۔ جب یہ خط حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موصول ہوا تو آپؓ کا غصہ جاتا رہا اور قریش کی ایک جماعت نے اور جو حضرت خالدؓ کا خط لے کر آیا تھا اس نے بھی حضرت خالد کی طرف سے عذر خواہی کی تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو اور حضرت خالد کی وضاحت اور معذرت قبول فرمائی۔

(الاکتفاء جلد۲ جزء۱ صفحہ۶۹-۷۰ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ۔ از ڈاکٹر علی محمد صلابی، اردو ترجمہ صفحہ 367، 368)

باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔مرتدین کا ایک قصہ تو ختم ہو گیا۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم جولائی 2022ء)

حلیم خان شاہد۔مربی سلسلہ کٹک،اڈیشہ،انڈیا

حج بیت اللہ روحانی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ

حسن اس کا نہیں کھلتا تمہیں یہ یاد رہے
دوشِ مسلم پہ اگر چادرِ احرام نہ ہو

(حضرت مصلح موعودؓ)

جب ایک شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنے محبوب کو راضی اور خوش کرنے کے لئے مختلف جتن کرتا ہے۔اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں سے پیار کرتا ہے انہیں چومنے لگتا ہے اور یہ سارے والہانہ انداز اس لئے اختیار کرتا ہے تا کہ اس کا محبوب کسی طرح اس پر خوش ہوجائے۔محبت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو یا اس کی تصویر سامنے ہو۔حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک شعر میں اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

ایک مومن کا حقیقی محبوب اس کا اللہ ہے اس لئے اس کے جذبہ محبت کی تسکین کے لئے پیار اور اس کے اظہار کے لئے کچھ نمونے حج کی عبادت میں رکھے گئے ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ حج کی اس حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔ سیالکوٹ میں ایک عورت ایک درزی پر عاشق تھی۔اسے بہتیرا پکڑ کر رکھتے تھے۔وہ کپڑے پھاڑ کر چلی آتی تھی۔غرض یہ نمونہ جو انتہائی محبت کا لباس میں ہوتا ہے۔ وہ حج میں موجود ہے۔سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہیں۔محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کے سارے شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 97 ایڈیشن 2016ء)

ایک مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’عاشق جب سنتا ہے کہ میرا محبوب فلاں شخص کو نظر آیا اور فلاں مقام پر ملا تو وہ دیوانہ وار اس کی طرف دوڑتا ہے اور اسے تن بدن کا کچھ بھی ہوش نہیں رہتا۔نہ کرتے کی خبر ہے نہ پاجامہ کی۔ پھر وہاں جاکر دیوانہ وار مکانوں میں گھومتا ہے بعینہ یہ عبادت حج کا نظارہ ہے۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 444)

حج جو ماہ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں اور دسویں تاریخوں میں ہوتا ہے صرف ایک مقدس ترین جگہ کی زیارت ہی نہیں جس کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی قربانی کی مقدس روایات وابستہ ہیں بلکہ مختلف ملکوں اور مختلف قوموں کے مسلمانوں کے آپس میں ملنے اور تعارف پیدا کرنے اور ایک دوسرے سے ملّی معاملات میں مشورہ کرنے کا بے نظیر موقع ہے بلکہ حج مسلمانوں کی روحانی تربیت کا مرکز ہے۔جس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلۡحَجُّ اَشۡہُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ؃ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ (البقرۃ:198)

حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کرلیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔اور جو نیکی بھی تم کرو اللہ اسے جان لے گا۔اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔اور مجھ ہی سے ڈرو اے عقل والو۔

اسی طرح ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:۔

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور پھر شہوانی بات نہ کی اور نہ احکام الٰہی کی نافرمانی کی وہ ایسا (پاک ہوکر) لوٹے گا جیسا اس دن (پاک) تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔‘‘

(صحیح البخاری جلد 3 کتاب الحج حدیث نمبر 1521)

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

’’حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے ادا کرو؛اس لیے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔‘‘

(مشکوۃ المصابیح کتاب المناسک)

حج بیت اللہ تو مومنین کے لیے توبہ، روحانی تربیت اور رجوع الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے اور بندگی و طاعت اور خود سپردگی کا مظہر ہے۔ ایک مومن کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ محبتِ الٰہی سے اپنے قلوب واذہان کو مسحور رکھے۔ جب احرام باندھے اور تلبیہ ’’لَبَّیۡکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ‘‘ کا ورد کرے، تو ایسا محسوس ہو کہ بارگاہ الٰہی سے بندہ کو اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بلایا جارہا ہے، اس پکار سے آدمی کے اندر عبودیت وبندگی کا احساس تازہ ہو اور خواہش نفس پر قابو پانے کا جذبہ نشوونما پائے۔ اس عمل سے ہر قدم پر تواضع وانکساری، روحانی کیفیت وسرور، خوف وخشیت، اخلاص پیدا ہوجائے۔صبر وتحمل کی عادت پڑجائے، فریضۂ حج کی ادائیگی سے مومن ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنۡبِ کَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَہٗ کا حقیقی مصداق بن جاتا ہے۔لیکن دور حاضر میں یہ اہم مقصد مفقود ہوا نظر آتا ہے کوئی مسلمان نام نمود کے لئے حج کرتا ہے تو کوئی کاروبار میں برکت کے لئے تو کوئی شیخی مارنے کے لئے لیکن حج کا جو اصل مقصد تھا اسکو آج ایک مسلمان بھول چکا ہے۔جیسا کہ ایک مقام پر حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا ہے کہ:۔

’’میں جب حج کرنے کے لیے گیا تو سورت کے علاقے کے ایک نوجوان تاجر کو میں نے دیکھا کہ جب وہ منٰی کی طرف جارہا تھا تو بجائے ذکر الٰہی کرنے کے اردو کے نہایت ہی گندے عِشقیہ اشعار پڑھتا جارہا تھا اتفاق کی بات ہے کہ جب میں واپس آیا تو جس جہاز میں سفر کررہا تھا اسی جہاز میں وہ بھی واپس آرہا تھا ایک دن میں نے موقع پاکر اس سے پوچھا کہ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ آپ حج کے لئے کیوں آئے تھے۔میں نے تو دیکھا ہے کہ آپ منٰی کو جاتے ہوئے بھی ذکر الٰہی نہیں کررہے تھے۔اس نے کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں حاجی کی دوکان سے لوگ سودا زیادہ خریدا کرتے ہیں جہاں ہمارے دکان ہے اس کے بالمقابل ایک اور شخص کی دکان بھی ہے۔وہ حج کرکے گیا اور اس نے اپنے دوکان پر حاجی کابورڈ لگالیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے گاہک بھی ادھر جانے لگ گئے۔یہ دیکھ کر میرے باپ نے مجھے کہا کہ تو بھی حج کرآ تا کہ واپس آکر تو بھی حاجی کا بورڈ اپنی دکان پر لگا سکے۔اب بتاؤ کہ کیا اس کا حج اس کے لئے ثواب کا موجب ہوا ہوگا۔‘‘

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 35)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ایک بزرگ کی کسی دنیادار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تو تو بہت ہی قابل رحم ہے۔ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کیے ہیں۔‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 280)

تو پھر حج کرنے کا اصل مقصد کیا ہے؟وہ مقصد ہے حقیقی پاکیزگی وروحانیت وتقوی میں ترقی کرنا۔اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

’’حج کی عبادت محض اس غرض کے لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔اور تم اس ماسوی اللہ سے نظر ہٹا کر صرف اللہ ہی کو ہی اپنی ڈھال بنالو۔اگر حج بیت اللہ یا عمرہ سے کسی کو یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا کوئی مخفی کبر اس کے سامنے آگیا ہے اسے چاہئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں اپنے خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھ دے اور جس قدر خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہو اس کی مدد سے گریہ وزاری کرے یا کم سے کم گریہ وزاری کی شکل بنائے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر کہے کہ اے میرے خدا:لوگوں نے بیج بوئے اور ان کے پھل تیار ہونے لگے وہ خوش ہیں کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے فائدے کے لیے روحانی باغ تیار ہو رہے ہیں۔پر اے میرے رب! میں دیکھتا ہوں کہ جو بیج میں نے لگایا تھا اس میں سے تو کوئی روئیدگی بھی پیدا نہیں ہوئی۔نامعلوم میرے کبر کا کوئی پرندہ اسے کھا گیا یا میری وحشت کا کوئی درندہ اسے پاؤں کے نیچے مسل گیا۔یا میری مخفی شامت اعمال ایک پتھر بن کر اس پر بیٹھ گئی اور اس میں سے کوئی روئیدگی نکلنے نہ دی۔اے خدا! اب میں کیا کروں کہ جب میرے پاس کچھ تھا میں نے بے احتیاطی سے اسے اس طرح خرچ نہ کیا کہ نفع اٹھاتا مگر آج تو میرا دل خالی ہے میرے گھر میں ایمان کا کوئی دانہ نہیں کہ میں بوؤں اے خدا میرے اس ضائع شدہ بیج کو پھر ہیا کر دے اور میری کھوئی ہوئی متاع ایمان مجھے واپس عطا کر۔اور اگر میرا ایمان ضائع ہوچکا ہے تو تو اپنے خزانے سے اپنے ہاتھوں سے اپنے اس دھتکارے ہوئے بندہ کو ایک رحمت کا بیج عطا فرماتا کہ میں اور میری نسلیں تیری رحمتوں سے محروم نہ رہ جائیں اور ہمارا قدم ہمارے سچّے اور اعلیٰ قربانی کرنے والے بھائیوں کے مقام سے پیچھے ہٹ کر نہ پڑے بلکہ تیرے مقبول بندوں کے کندھوں کے ساتھ ساتھ ہمارے کندھے ہوں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 436-437)

اسی طرح حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔

’’حج میں ایک کلمہ کہا جاتا ہے لَبَّیۡکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَکَ وَالۡمُلۡکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ (بخاری کتاب الحج باب التلبیہ) جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مولا! تیرے حکموں کی اطاعت

کے لئے اور تیری کامل فرمانبرداری کے لئے میں تیرے دروازے پر حاضر ہوں۔ تیرے احکام اور تیری تعظیم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔غرضیکہ یہ حقیقت ہے مذہب اسلام کی جس کو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 152)

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

’’اے تمام بنی نوانسان! یہ سن لو کہ نیکی کا جو کام بھی تم کرو گے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری قدر قائم ہو جائے گی- وہ تمہاری نیکی کو پہچانے گا- کوئی چیز اس کی نظر سے غائب نہیں ہے اور اس قدر کے نتیجہ میں اس کی بے شمار نعمتوں کے تم وارث ہوگے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حج بیت اللہ صرف ظاہری مناسک حج کا ہی نام نہیں، بلکہ ہر عبادت اسلامی کے پیچھے اس کی ایک روح ہے ظاہری عبادت جسم کا رنگ رکھتی ہے۔ اس کے پیچھے ایک روح ہے۔ جو شخص روح کا خیال نہ رکھے اور صرف جسم پر فریفتہ ہو وہ ایک مردے کی پرستش کرنے والا ہے۔‘‘

(تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد صفحہ 66)

عبادت کا قبول ہونا دعاؤں سے تعلق رکھتا ہے یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور انہیں سنت اور وعدہ کے مطابق قبولیت کا شرف عطاء کرتا ہے۔مگر جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے خاص اوقات کو اس کی قبولیت کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے۔اور ایسے اوقات کی دعا یقیناً دوسرے اوقات کی نسبت زیادہ قبول ہوتی ہے۔اسی اصول کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ:۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

لہذا حج کے بابرکت ایام میں ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان مبارک دنوں کو مبارک گھڑیوں کو خاص دعاوں میں گزاریں۔ لیکن اس اصول کو آج ایک مسلمان بھول چکا ہے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

’’ہزاروں کے مجمع میں میں نے ایک شخص بھی ایسا نہیں دیکھا جو دعا کرتا ہو۔لوگ حج صرف اس قدر سمجھتے ہیں کہ خطیب جب کھڑا ہو تو اس کے رومال کے ساتھ رومال ہلادیں۔ مگر مجھے خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور میں نے وہاں کثرت سے دعائیں کیں۔تو چونکہ یہ نماز کی طرح ایک معین عبادت نہیں اس لیے لوگ اس کی اہمیت محسوس نہیں کرتے۔شریعت نے صرف ظاہر بتا دیا ہے اور باطن کو انسان پر چھوڑ دیا ہے۔ مگر وہاں یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اکثر لوگ یہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے یہاں دعا یا عبادت کرنی ہے۔ پس فرماتا ہے۔ حج کے ایام میں تمہیں استغفار کی سخت ضرورت ہے۔کیونکہ حج میں ظاہر زیادہ نمایاں ہے اور باطن جو جوہر عبادت ہے مخفی ہے۔اگر انسان باطن کی طرف توجہ نہ کرے اور صرف ظاہر پر عمل کر کے سمجھ لے کہ اس نے شریعت کی اصل غرض کو پورا کر دیا ہے۔تو اُسکا دل زنگ آلود ہوجاتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 443)

لیکن آج ایک احمدی مسلمان جو اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کر کے حقیقی مسلمان ہونے کا دعوی کر رہا ہے اس کو اس اعلیٰ قسم کے عبادت کرنے سے روکا جاتا ہے لیکن آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اس الفاظ کو یاد رکھیں جس میں آپؒ فرماتے ہیں:۔

’’پس خدا کرے کہ ہمارا یہ حج قبول ہو کہ ہمارے جسم اگر اس پاک مقدس گھر تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو اے کاش ہماری روحیں ہمیشہ خدا کی محبت میں، خدا کے تصور میں اس کے گرد طواف کرتی رہیں اَللّٰھُمَّ

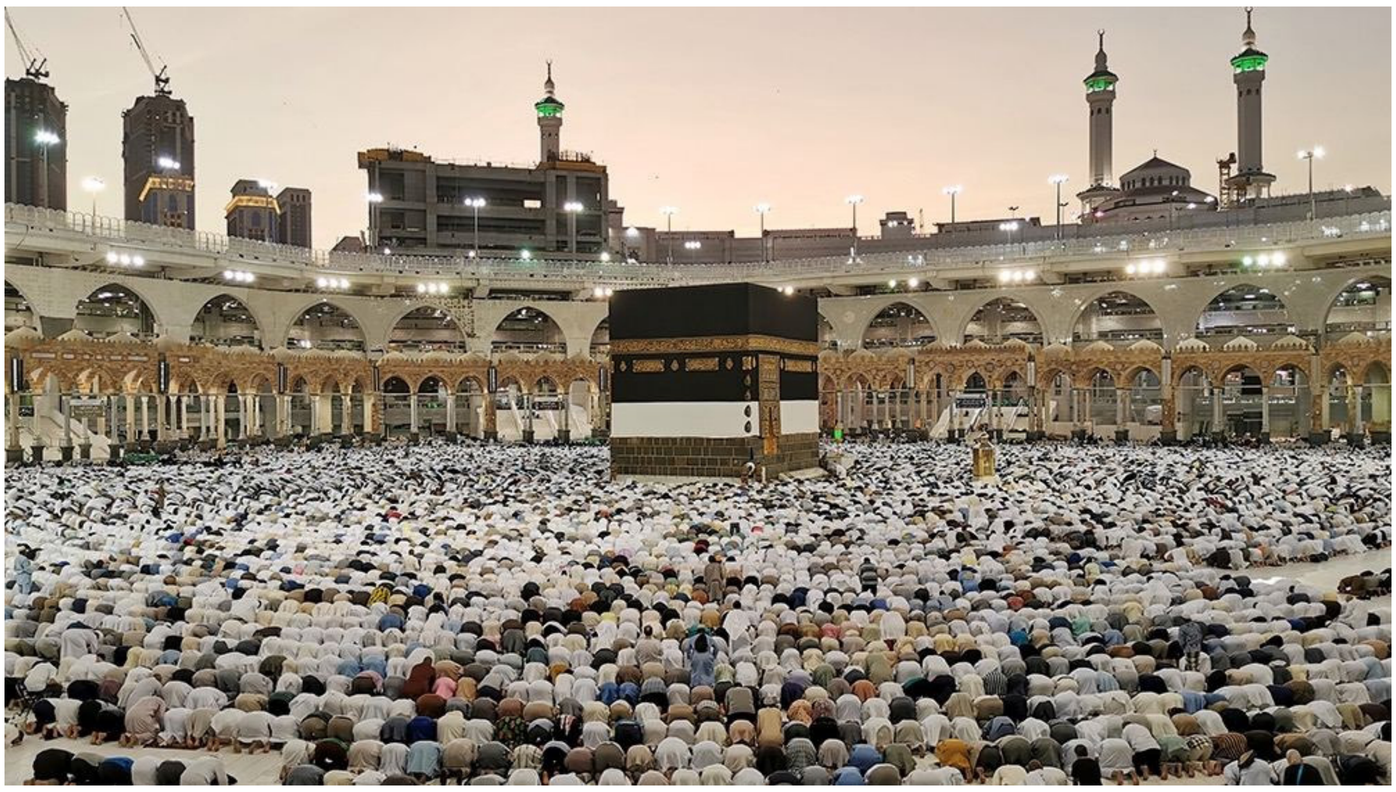

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے زمین کی آنکھیں یہ نظارہ دیکھنے سے محروم رہیں گی۔ زمین کے کان ان آوازوں کو نہیں سن سکیں گے جو آپ کی روحوں سے ملاءِ اعلیٰ میں بلند ہو رہی ہوں گی مگر خدا اس نظارے کو دیکھے گا، خدا ان آوازوں کو سنے گا اور محبت اور پیار کی آنکھ سے ان نظاروں کو دیکھے گا محبت اور پیار کے کانوں سے ان آوازوں کو سنے گا۔ اگر یہ ہو تو ہمارا حج ہمیشہ کے لئے قبول ہے۔ہمیں پھر کوئی پرواہ نہیں کہ ظاہری طور پر دشمن نے ہمیں کن نعمتوں سے محروم کر رکھا ہے؟ مگر اگر یہ نہ ہو تو پھر سب کچھ ہاتھ سے گیا۔ پھر نہ دنیا رہی نہ آخرت رہی۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ 28 اپریل 1996ء)

بے شک ایک احمدی مسلمان حج بیت اللہ کرنے کا ایک دلی جذبات اپنے اندر رکھتا ہے اور کیوں نہ رکھے ہم جس غلام صادق کو مانتے ہیں وہ اپنے پیارے آقا سے ایسی محبت رکھتا تھا کہ جس کے طفیل ظلی نبوت کا مقام پا گیا۔اس وجود کے لئے جب حج کے راستے بند ہوئے تو وہ بے چین ہوا اور ایک موقعہ پر اپنے ایک مرید حضرت منشی احمد جان صاحبؓ مرحوم و مغفور کے ہاتھوں ایک دعا لکھ کے دی جب وہ حج کے لئے جارہے تھے۔ حضورؑ کے ارشاد عالی کی تعمیل میں حضرت منشی احمد جان صاحبؓ نے بیت اللہ میں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں دعا کی اور باآواز بلند دعا کی اور جماعت آمین کہتی تھی۔ مقام عرفات پر بھی یہ دعا کی وہ الفاظ یہ تھے۔

’’اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پرُخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میرے خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل محبّین میں اٹھا۔ اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لیے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عزیز اور اس کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین اور دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دار الرضا میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یا رب العالمین

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ انہی الفاظ سے بلا تبدیل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔‘‘

(مکتوبات احمد یہ جلد 3 صفحہ 27-28)

پس اللہ تعالیٰ جب کبھی ہمیں توفیق دے حج بیت اللہ کی تو ان اصولوں کے مطابق اپنی روحانی تربیت کرنے کی ہمیں وہ توفیق عطاء فرمائے۔آمین

میری ہر ایک راہ تیری سمت ہے رواں
تیرے سوا کسی طرف اٹھتا نہیں قدم
اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو میں
اڑتا ہوا بڑھوں تیری جانب سوئے حرم

دعا کا تحفہ

رمی جمار کے وقت دعا

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رمی جمار کے وقت ہر کنکر مارنے کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا

(کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 1209 بیروت)

ترجمہ:۔اے اللہ! اِس (حج) کو مقبول حج بنانا اور گناہوں کو بخش دینا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 93 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

رپورٹ: ارشد محمود۔ نمائندہ الفضل آن لائن، یونان

رمضان المبارک 2022ء اور جماعت احمدیہ یونان کی مساعی

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرہ:184)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

ایک اور آیتِ مبارکہ میں رمضان المبارک میں نازل کردہ ایک روحانی مائدہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:-

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡکُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ (البقرہ:186)

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے کہ جس میں قرآن اتارا گیا یہ تمام لوگوں کے لئے ہدایت اور کھلے دلائل اور حق و باطل میں امتیاز کا درس اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس جو شخص نہ مریض ہو اور نہ مسافر، اس ماہ کو پائے تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں فرض روزوں کے ساتھ بہت سے نفلی روزوں کا بھی اہتمام فرمایا۔ آپؐ ایک موقع پر روزے کی افادیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ’’جو شخص ایمان کے تقاضوں کے مطابق اور نفس کا احتساب کرتے ہوئے رمضان کو قائم کرتا ہے اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ یونان نے یکم رمضان المبارک 1445ھ مورخہ 3؍اپریل 2022ء بروز اتوار پہلا روزہ رکھا۔

درس القرآن انگلش آن لائن بذریعہ Zoom

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی انگریزی بولنے والے احباب جماعت کے استفادہ کے لئے مکرم مربی صاحب انگریزی میں شام 05:00 بجے سے لے کر 05:45 آن لائن بذریعہ زوم اور واٹس ایپ درس القرآن دیتے رہے جس میں ایک والیم کامنٹری سے ترجمہ اور تفسیری نکات پیش کرتے رہے۔ اس رمضان المبارک میں انگریزی میں دس پاروں کا درس مکمل کیا گیا۔ انگریزی درس القرآن میں حاضری 4 سے 5 خواتین وحضرات پر مشتمل رہی۔

درس القرآن اردو

انگریزی درس کے بعد عصر کی نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ جو احباب ایتھنز میں مقیم تھے وہ مسجد میں حاضر ہو کر درس القرآن میں شامل ہوتے۔ نماز عصر کے بعد قرآن کریم کے ایک پارہ کی تلاوت کی جاتی اور تلاوت کے بعد تفسیر صغیر سے ترجمہ پیش کیا جاتا اور بعض مقامات پر تفسیری نوٹس بھی پیش کئے جاتے رہے۔ مسجد میں حاضر ہونے والوں کی تعداد کم سے کم 8 اور زیادہ سے زیادہ 15 رہی۔ درس کا انتظام آن لائن بذریعہ زوم اور واٹس ایپ بھی ہوتا رہا۔ جس میں ایتھنز اور باہر کے شہروں، دیہاتوں اور جزائر کے احباب شامل ہوتے رہے۔ اس طرح کل حاضری بعض ایام میں 30 تک ہو جاتی رہی۔ درس القرآن شام 6 بجے تا 8 بجے تک جاری رہتا۔

درس حدیث و ملفوظات

نماز فجر کے بعد محترم مربی صاحب روزانہ درس حدیث آڈیوں میں ریکارڈ کر کے احباب جماعت تک پہنچاتے رہے۔ ایک احمدی دوست مکرم منیر احمد خالد صاحب یوٹیوب کے ذریعہ سے اسے مختلف لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کا درس بھی باقاعدگی کے ساتھ ہوتا رہا۔

مسجد میں افطاری کا انتظام

یکم رمضان المبارک سے افطاری کا انتظام مسجد میں جماعتی طور پر کیا جاتا رہا ہے۔ بعض احباب جماعت کو بھی اس کارِخیر میں حصہ ڈالنے کی توفیق ملی۔

برکینا فاسو اور آوری کوسٹ کی کمیونٹیز کو افطاری کی دعوت

رمضان المبارک میں دو مختلف دنوں میں غیر از جماعت احباب کو مسجد میں دعوت دی گئی۔ مورخہ 30 اپریل بروز ہفتہ کو برکینا فاسو کی کمیونٹی کے چار غیر از جماعت مہمان تشریف لائے۔ انہیں جماعت کا تعارف اور جماعتی لٹریچر پیش کرنے کا بھی موقع ملا اور بعض تبلیغی موضوعات پر گفتگو بھی ہوئی۔ اور مورخہ 30 اپریل بروز ہفتہ کو آوری کوسٹ کمیونٹی کے 7 خواتین و حضرات کو مسجد میں دعوت دی گئی۔ ان میں بعض مسلمان اور بعض غیر مسلم تھے۔ دونوں کمیونٹیز کے بعض مہمانوں نے نمازوں اور تراویح میں بھی شمولیت اختیار کی۔

نماز تراویح

نماز تراویح کا سلسلہ 2 اپریل 2022ء سے مسجد میں شروع کیا گیا جو کہ یکم مئی تک باقاعدگی سے چلتا رہا۔ جس میں خدام و انصار شامل ہوتے رہے۔

نماز عید

نماز عید کا وقت 10:30 بجے رکھا گیا تا کہ مسجد میں ہی پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عید سب مل کر ایم ٹی اے پر براہ راست دیکھ اور سن سکیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بار یونان کی دو جماعتوں ایتھنز اور شمالی یونان کی جماعت کے شہر تھیسالونیکی دو جگہوں پر نماز عید ادا کی گئی۔ ایتھنز میں مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ نے عید کا خطبہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں دیا اور حضور انور کی دعاوں کی مختلف تحریکات کی یاد دہانی کروائی۔ نماز عید پر ایتھنز میں کل حاضری 35 تھی۔ تھیسالونیکی میں نماز عید مکرم ذیشان ندیم صاحب نے پڑھائی۔ نماز عید کے لئے ایک ہوٹل میں ہال کرائے پر لیا گیا جہاں 5 احباب نے نماز عید ادا کی۔ نماز عید کے بعد چائے اور مٹھائی کا انتظام کیا گیا اور خطبہ عید حضور انور کے بعد کھانے کا انتظام تھا۔

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی برکات کو ہمیشہ ہماری زندگیوں میں قائم رکھے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال

• **مکرم خلیل احمد۔ جرمنی سے یہ اطلاع بھجواتے ہیں۔**

خاکسار کی پھوپھی وخوشدامن محترمہ رضیہ سلطانہ رانی اہلیہ مکرم اظہر احمد مرحوم مؤرخہ 26 مئی 2022ء کو جرمنی میں بعمر 73 سال کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد اس جہان فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ

مرحومہ نہایت مخلص، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، مہمان نواز اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی خاتون تھیں۔ ایک سال قبل آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے آصف عظیم اظہر صاحب کی وفات ہوئی جس پر آپ نے بہت صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا۔ آپ مولوی محمد صدیق صاحب ننگلی سابق مبلغ ومربی سلسلہ مرحوم کی چھوٹی ہمشیرہ اور محمود احمد طلحہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے وممبر ٹیم الفضل آن لائن کی پھوپھی تھیں۔

مؤرخہ 28 مئی بروز ہفتہ بیت الرشید ہمبرگ میں مکرم شکیل احمد مربی سلسلہ نے آپ کی نماز جنازہ ادا کروائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اس لئے آپ کا جسد خاکی مرکز لے جایا گیا اور مؤرخہ 6 جون کو دارالضیافت میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد توسیع بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم مرحومہ سے رحمت ومغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز کرے۔ آمین۔

آپ نے پسماندگان میں 4 بیٹے مکرم اکبر احمد، مکرم انور احمد قمر، مکرم فیصل جاوید اور مکرم کاشف جاوید اور ایک بیٹی مکرمہ نازیہ نورین اظہر (صدر لجنہ حلقہ) اور متعدد پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے تمام بچے جرمنی میں مقیم ہیں۔ قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ احمدیہ مسلم مشن ہیڈکوارٹرز، اکرا گھانا

مجلس خدام الاحمدیہ اکرا کا گھانا پولیس سروس کے ساتھ ایک دوستانہ میچ

جماعت احمدیہ گھانا کی ابتداء سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ ملک کے مختلف سرکاری سیکیورٹی اداروں بالخصوص پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے کوشاں رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ اکرا Accra کے ایک خادم مکرم یعقوب بوابینگ Yaqub Buabeng رپورٹ کرتے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کے اراکین نے گریٹر اکرا زون کے ایڈینٹا، مدینہ -Adenta Madina سرکٹ میں مورخہ 29 جنوری 2022 کو گھانا پولیس سروس سے ایک دوستانہ والی بال میچ کھیلا۔ یہ میچ بستان احمد (سابقہ جلسہ گاہ گھانا کی گراؤنڈ اور جہاں امسال جماعت احمدیہ گھانا کا جلسہ سالانہ بھی منعقد ہوا نیز جہاں MTA گھانا وہاب آدم سٹوڈیو بھی ہے) کی گراؤنڈ میں منعقد کیا گیا۔

اگرچہ یہ میچ گھانا پولیس سروس نے مجلس خدام الاحمدیہ ایڈینٹا مدینہ، اکرا سے 3-1 سے جیت لیا تاہم یہ میچ نہایت دلچسپ رہا۔ میچ کے اختتام پر شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے گریٹر اکرا زون کے قائد خدام جناب احمد مینسا Mensah نے کہا کہ ایڈینٹا مدینہ مجلس خدام الاحمدیہ گھانا پولیس سروس سے یہ میچ ہارنے کے باوجود اپنے درمیان دوستی کا بیج بونے کا مقصد حاصل کرلیا ہے۔ ہم نے انہیں دعوت دی جو انہوں نے بخوشی قبول کرلی۔ اس موقع پر مکرم قائد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ گریٹر اکرا نے مجلس کی دعوت قبول کرنے پر گھانا پولیس سروس کا شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح پولیس سروس ٹیم کے سربراہ، انسپکٹر یوسف ابوبکر بیوہ (جو بفضلہ تعالیٰ احمدی ہیں) نے حاضرین سے اپنے خطاب میں یہ عندیہ بھی دیا کہ گھانا پولیس سروس ہمیشہ سے ہر شہری کی "دوست" رہی ہے اور ہر ایک شہری کی دوست رہے گی قطع نظر اس کے کہ اس کا عقیدہ و نظریہ اور مذہب کیا ہے۔ پولیس انسپکٹر نے مزید کہا کہ ان کی خواہش ہے کہ اس طرح کی تقریبات کا مزید انعقاد ہوتے رہنا چاہیے۔

اس دوستانہ میچ میں گھانا پولیس سروس کی جیت کسی بھی طرح سے تقریب کے مقصد کو ختم نہیں کرسکتی۔ موصوف نے اس طرح کی تقریب کے انعقاد پر مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کی خدمات کو بھی سراہا۔ اس تقریب میں اکرا کے ریجنل مبلغ مولوی سید نعمت اللہ طائر، ایم ٹی اے گھانا میں تعینات مرکزی مبلغ مکرم حافظ اسماعیل ایڈوسئی (جو خدام کی والی بال ٹیم کے ممبر تھے) اور گھانا پولیس سروس کے چند سینئر افسران بھی موجود تھے۔ یہ میچ ایک سے زائد حاضرین نے دیکھا۔

سانحہ ارتحال

•مکرم شبیر احمد بلوچ، مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم محمد یوسف بلوچ 2 ماہ علیل رہنے کے بعد مورخہ 22جون 2022ء بروز بدھ بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

والد محترم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مورخہ 24جون 2022ء کو بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں آپ نے 7 بیٹے اور 4بیٹیاں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور ہمیں انکی دعاؤں کا وارث بنائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

تجسس

بہت زیادہ تجسس سے بچنا چاہئے۔ بعض تجسس گناہ بن جاتے ہیں۔
ہر وقت کسی کی ٹوہ میں لگے رہنا کہ کوئی کسی کی کمزوری ہاتھ میں آجائے، اس بات کو بنیاد بنا کر اس پر زندگی تنگ کر دینا، اخلاقیات سے گری ہوئی حرکت ہے۔ کسی کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی سے بہتر ہے کہ ہم اپنے گھریلو مسائل کو حل کریں۔
خود خوش رہیں اور دوسروں کو خوش رہنے دیں۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

4/جولائی2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:15	19:07
مدینہ منورہ	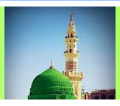	04:07	19:15
قادیان		03:49	19:38
ربوہ		03:29	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	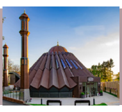	03:25	21:21

فقہی کارنر

قربانی اور صدقہ میں فرق

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

ابراہیمی سنت کے ماتحت مسلمانوں کو بھی قربانی کا حکم ہے۔ اور اس پر مسلمان ہمیشہ سے عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر چونکہ اس رؤیا کے دونوں پہلو ہیں منذر بھی اور مبشر بھی اسی وجہ سے اس قربانی اور صدقہ میں فرق ہے۔ صدقہ کی قربانی کا گوشت انسان کو خود کھانا جائز نہیں مگر اس قربانی کا گوشت انسان خود بھی استعمال کرسکتا ہے اور اپنے دوستوں اور غرباء و مساکین میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الفضل 6/ ستمبر 1920ء صفحہ 7 تا 9 بحوالہ خطبات محمود جلد 2 صفحہ 61)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)